قسط ثانی

استسقاء کے ثمرات و آداب

عبد الوہاب خان

قحط سالی کے اسباب و محرکات:

جب لوگوں کے دل سے آخرت پر ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور وہ فانی دنیا کی خاطر لازوال آخرت کو قربان کرنے لگتے ہیں اور لوگوں کی اکثریت اللہ کی نافرمان ہو جاتی ہے تو اللہ پاک اپنی رحمت کاملہ سے لوگوں کو راہ راست کی طرف توجہ دلانے کے لئے تنبیہ کے مختلف انداز اختیار فرماتے ہیں' جن میں سے ایک قحط سالی بھی ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿ وما اصابکم من مصیبة فبماکسبت ایدیکم ویعفو عن کثیرo﴾ (الشوری / ۳۰) "لوگو تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ دراصل تمہارے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ہوتا ہے' اور تمہارا رب بہت سارے قصور سے درگزر فرماتا ہے۔"

﴿ واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرنها تدميراo﴾ (بنی اسرائیل / ۱۶) "اور جب ہم کسی بستی والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کریں تو وہاں کے عیاش طبقے کو موقع دیتے ہیں تو وہ اس میں بدکاریاں کرنے لگتے ہیں' پھر ان پر قانون فطرت نافذ ہو جاتا ہے تب ہم اس بستی کو ہی تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔"

﴿ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعونo﴾ (الروم / ٤١) "خشکی اور سمندر میں لوگوں کے کرتوت کے سبب فساد پھیل گیا' تاکہ اللہ انہیں اپنی غلط کاریوں کا مزا چکھائے' تاکہ وہ راہ راست کی طرف لوٹ آئیں۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "یا معشر المهاجرین خمس اذا ابتلیتم بهن' واعوذ بالله ان تدرکوهن":

(۱) لم تظهر الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوا بها الا فشا فیهم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافهم الذین مضوا۔

(۲) ولم ینقصوا المکیال والمیزان الا اخذوا بالسنین وشدة المؤنة وجور السلطان علیهم۔

(۳) ولم يمنعوا زكاة اموالهم الامنعوا القطر من السماء' ولولا البهائم لم يمطروا۔

(٤) ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله الاسلط الله عليهم عدوامن غيرهم فاخذوا بعض ما في ايديهم۔

(٥) ومالم تحكم ائمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما انزل الله الا جعل الله بأسهم بينهم۔ (سنن ابن ماجه ٢/ ١٣٣٢۔١٣٣٣)

في الزوائد: هذا حديث صالح للعمل به۔ وقد اختلفوا في ابن ابي مالك و أبيه۔

''پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ میں اللہ کی پناہ چاہتاہوں کہ تم ان سے آزمائے جاؤ۔''

(۱) ''جس قوم میں بھی اعلانیہ بدکاری ہوتی ہو' اسمیں طاعون اور ایسی نئی بیماریاں جنم لیتی ہیں جو پہلے سے نہ ہوں'' (خاندانی منصوبہ بندی' حیاسوز آڈیو ویڈیو کیسٹیں' ڈش' انٹرنیٹ اور رائج الوقت انگریزی قانون کے طفیل ایڈز کی بیماری دنیابھر کا المیہ بنا ہوا ہے۔)

(۲) ''جو بھی قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے اسے قحط سالی' شدید مہنگائی اور حکمرانوں کے ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' (اس دور میں قوم شعیب کے پیروکار کلمہ گو بعض دیہاتوں میں 4 لیٹر کے ڈبے کو گیلن قرار دیتے ہیں' لیکن صحیح نہیں بھرتے' بزاز میٹر راڈ کو ٹیڑھا رکھتے ہیں۔ آج قحط سالی' G.S.T کے بار گراں اور حمرانوں کی ظلم و زیادتی سے پوری قوم شکوہ کناں ہے۔)

(۳) ''جو بھی قوم اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتی' اسے بارش سے محروم کردیا جاتا ہے۔ اگر زمین پر دیگر جاندار نہ ہوتے توان پربارش بالکل نہ ہوتی۔''

(ادائے زکوۃ کے معاملے میں خطرناک بے اعتدالیاں ہوتی ہیں۔ حکومتی دینی ورفاہی اداروں کے خیراتی رقوم بھی زکوۃ کے مد میں ہڑپ کرنا چاہتی ہے۔ جبکہ عام لوگ اپنی شرعی زکوۃ بھی ادا نہیں کرنا چاہتے۔ بعض لوگ زکوۃ میں دکان کاردی ترین مال ہی دیتے ہیں۔ کیا حالیہ قحط سالی سے یہ لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے؟)

(۴) ''جو قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہوئے وعدوں کو توڑتے ہیں ان پر اللہ پاک غیر مسلم دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں تب وہ ان کی چیزوں پر قبضہ کرلیتے ہیں۔'' (اللہ سے عہد ''لا اله الا الله'' اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد ''محمد رسول الله'' کا اقرار ہے۔ اوران کی عہد شکنی

شرک اور بدعت ہے۔ یہ دونوں اس امت کے گناہوں میں سرفہرست ہیں اور یہی دیگر تمام بدکرداریوں کی اساس بھی ہیں۔ ان کی پاداش میں آج اہل اسلام کا تشخص' اتحاد اور اخلاق پاش پاش ہو چکے ہیں۔ آج مسلم حکمران کفر کے لیڈروں سے احکامات لیتے ہیں اور عوام کے کان پر بھی جوں تک نہیں رینگتی۔)

(۵) ''اور جس قوم کے قائدین قرآن پاک کے تحت فیصلے نہیں کرتے اور اللہ کے نازل کردہ دین میں سے صرف اپنے پسندیدہ احکامات چن کر لیتے ہیں' اللہ ان کے درمیان اختلاف اور لڑائی جھگڑے پیدا کر دیتا ہے۔''

(ہمارے قومی نمائندے اللہ کے اختیارات میں مداخلت کرتے ہوئے خود ''قانون سازی'' کے مرتکب ہو رہے ہیں ذراصل کفر کا قانون اپنا رہے ہیں۔ اسلام پر عمل کرنے کو رجعت پسندی اور بنیاد پرستی کہتے ہوئے صرف چند احکام پر برائے نام عمل کرتے ہیں اور مکافات عمل کے تحت ہونے والی آپس کی نااتفاقی کو کافروں کے کھاتے پر ''مذہبی دہشت گردی'' کا نام دے کر ''را'' اور ''موساد'' کے تخریب کاروں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔)

سنن ابن ماجہ کی سند میں ''خالد بن یزید بن عبدالرحمن ابن ابی مالک الدمشقی عن ابیہ'' ہے یہ فقیہ ہے لیکن ضعیف راوی ہے اس کا باپ صدوق ہے البتہ کبھی کبھار وہم کرتا ہے۔ مستدرک حاکم میں اس کے متعدد طرق ہیں جن کے سہارے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خطبہ استسقاء:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کی اپیل کرتے تھے۔ (بخاری مع الفتح ۲/ ۵۷۴)

۱۸ھ عام الرمادۃ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا ''اے اللہ' یقیناً تیری ہر آزمائش کسی گناہ کی پاداش میں ہوتی ہے اور چھٹکارا صرف توبہ سے ہوتا ہے۔ لوگوں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت کی بنا پر مجھ سے دعا کی فرمائش کی ہے۔ پس اے اللہ ہم نے اپنے ہاتھ کو گناہوں سے لبریز کر کے اٹھا لئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ تیرے لئے جھکتی ہیں۔ پس تو ہمیں بارش پلا دے۔.....''

اس دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوئی اور قحط سالی بفضل الٰہی دور ہوئی۔ (فتح الباری ۲/ ۵۷۷)

امام بخاری نے کتاب الاستسقاء میں باب نمبر 5 باندھا ہے'' باب انتقام الرب جل و عز من خلقه بالقحط اذا انتهكت محارم الله۔'' (بخاری مع الفتح ۲/ ۵۸۱)

قبولیت استسقاء کے محرکات

(۱) شرک و بدعت سے توبہ اور صراط مستقیم پر استقامت: ﴿وان لو استقاموا علی الطریقة لاسقینہم ماء غدقاo﴾ (الجن/۱۶) "اگر یہ لوگ راہ راست پر قائم رہتے تو ہم ضرور انہیں وافر پانی پلاتے"

﴿ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض﴾ (الاعراف/۹۶) "اگر بستیوں میں رہنے والے ایمان قبول کرتے اور تقویٰ کی روش اپناتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔"

(۲) انفرادی واجتماعی گناہوں سے استغفار اور توبہ:

﴿ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین o﴾ (ھود/۵۲) حضرت ھود علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا "اے میری قوم اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار بارش برسائے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں اضافہ کرے گا اور یاد رکھو کہ گناہگار ہو کر راہ راست سے نہ پلٹ جانا۔"

﴿فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا oیرسل السماء علیکم مدرارا oویمدد کم باموال و بنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہراo﴾ (نوح/۱۰۔۱۲) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا "میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ تب وہ تم پر آسمان سے خوب مینہ برسائے گا۔ اور تمہارے مال اور اولاد میں برکت دے گا اور تمہیں باغات اور نہروں سے مالامال کرے گا۔"

﴿وتوبوا الی الله جمیعا ایه المؤمنون لعلکم تفلحونo﴾ (النور/۳۱) "اور اے مومنو! سب اجتماعی طور پر اللہ کی طرف توبہ کرو، تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔"

(۳) شرعی وسیلہ اختیار کرنا:

﴿یایہاالذین امنوا اتقوا الله وابتغواالیه الوسیلة وجاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحونo﴾ (المائدة/۳۵) "اے ایماندارو اللہ سے ڈرو اور اس کی قربت کے وسائل تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔"

قرآن پاک وحدیث شریف سے دعا کی قبولیت کے لئے تین قسم کے وسیلے ثابت ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء کریمہ اور صفات کاملہ کا وسیلہ

۲۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کئے گئے مخلصانہ اور مسنون اعمال صالحہ کا وسیلہ

۳۔ اللہ تعالیٰ کے متقی اور برگزیدہ بندے سے دعا کروانے کا وسیلہ

(تفصیل کے لئے التراث شمارہ نمبر ۲ میں "وسیلہ قرآنی" کا مطالعہ کیجئے۔)

(۴) عجز و انکساری اور خشوع و خضوع:

﴿ولقد ارسلنا الی امم من قبلك فاخذنهم بالبأساء والضراء لعلهم يتضرعونo فلولا اذ جاءهم بأسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملونo﴾ (الانعام/ ٤٢-٤٣) "اور یقیناً ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف رسول بھیجے تھے (پھر انہوں نے رسولوں کی مخالفت کی) تب ہم نے انہیں فقر و فاقہ اور امراض میں گرفتار کیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پس جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے عاجزی کیوں نہ کی؟ مگر ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے لئے ان کی بد اعمالیاں مزین کر دیں۔"

اللہ پاک نے بہت سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿انهم كانوا يسارعون فی الخيرات ويدعوننا رغبا ورهبا وكانوا لنا خشعينo﴾ (الانبیاء/ ۹۰) "بیشک یہ تمام نبیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور امید و خوف کے ساتھ ہم ہی کو پکارتے تھے اور یہ لوگ ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔"

ان کے مقابلے میں کافروں کی کیفیت یوں بیان فرمائی:

﴿ولقد اخذناهم بالعذاب فمااستكانوا لربهم وما يتضرعونo﴾ (المؤمنون/ ٧٦) "تحقیق ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا تو نہ وہ اپنے رب کے سامنے گڑگڑائے، نہ انہوں نے عاجزی کی۔"

مذکورہ بالا دونوں گروہوں کی دلی کیفیتوں کا موازنہ کرنے کے بعد اہل اسلام کے لئے اس فرمان پر عمل کرنا زیبا ہے جس کے نتیجے میں اللہ دنیا و آخرت میں سہولتوں کی بشارت دیتا ہے: ﴿ادعوا ربكم تضرعا و خفية انه لا يحب المعتدينo ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها وادعوه خوفا و طمعا ان رحمت الله قريب من المحسنينo وهوالذی يرسل الريح بشراً بين يدی رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنه لبلد ميت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمراتo﴾ (الاعراف/ ٥٥-٥٧) "لوگو اپنے رب کو

گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارا کرو۔ بیشک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد فساد نہ مچایا کرو، اور بیم ورجاء سے لبریز ہو کر صرف اسی ذات کو پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے۔ اللہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے قبل خوشخبری کیلئے ہواؤں کو بھیجتا ہے، جب یہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم اسے مردہ بستی کی طرف چلاتے ہیں، پس ہم اس سے پانی اتارتے ہیں جس کے ذریعے ہم ہر طرح کے میوے اگاتے ہیں۔"

نماز استسقاء کے لئے نکلنے کے آداب

روی ابوداود والترمذی والسنائی من طریق حاتم بن اسمعیل

و روی ابن ماجه من طریق سفیان کلاهما عن هشام بن اسحاق بن عبدالله ابن کنانة (مقبول) قال أخبرنی أبی (صدوق) قال :ارسلنی الولید بن عقبة الی ابن عباس ا سأله عن صلاة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی الاستسقاء فقال:

"خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متبذ لا متواضعا متضرعا (ابوداود ١/٦٨٩، ترمذی ٢/٤٤٥ وقال حسن صحیح، نسائی ٣/١٥٦) وزاد ابن ماجه ١/٤٠٣) متخشعا مترسلا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء کے لئے مندرجہ ذیل آداب ملحوظ رکھ کر تشریف لائے :

(۱) متبذلا = نہایت سادہ اور عاجزانہ لباس پہنے ہوئے۔

(۲) متواضعا = جسم مبارک سے عجز وانکساری نمایاں طور پر ظاہر ہو رہا تھا۔

(۳) متضرعا = گڑگڑاتے ہوئے اور فقر واحتیاج کا اظہار کرتے ہوئے۔

(۴) متخشعا = آواز اور نگاہوں کو پست کئے ہوئے۔

(۵) مترسلا = نہایت کم رفتاری سے، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے (سبل السلام ا ۱۰۱، فقہ الاسلام ۲ ۲۴۵)

امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث پر سکوت اختیار کیا ہے۔

امام منذری نے لکھا ہے کہ اسحق بن عبداللہ بن کنانہ کی روایت عبداللہ بن عباس اور ابو ھریرہ سے منقطع ہے (نصب

الراية صفحه ۲۳۹)

حافظ ابن حجر نے الدراية میں لکھا ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ اسحٰق نے ابن عباس سے نہیں سنی اس نے وہم کیا (ھامش) یہ سند خود اتصال کی ایک صریح مثال یا قرینہ بن سکتی ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا' ابو عوانہ اور ابن حبان نے صحیح اور شیخ البانی نے حسن قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لئے جاتے ہوئے بندہ مؤمن کو عجز وانکساری اور خشوع وخضوع کا پیکر' اپنی غلطیوں پر نادم اور سراپا التجا ظاہر ہونا چاہئے۔ نیز صدقہ وخیرات' روزے اور نیکیوں کی طرف رغبت کرنی چاہئے۔ برائیوں سے بالکل اجتناب کرنا چاہئے۔ (شرح نووی ٦ ١٨٨)

نماز استسقاء کے لئے نکلتے وقت غسل کر کے' مسواک لگا کر' صفائی کے لوازمات پورے کرنے چاہئیں' لیکن عطر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ (اتحاف المسلمین ۴۲۹)

(جاری ہے)

کتابیں مختلف اقسام کی

کتابیں اور رسائل بھی بنی نوع انسان کی طرح ہیں۔ ان میں قابل صد احترام رہبر و رہنما بھی ہوتے ہیں اور گئے ذلت آمیز بھی۔ اور دنیا ان تمام کو اپنے پہلو میں سمیٹتی ہے۔

پس اے قاری محترم! ایسی کتابیں اور رسالے مطالعہ کے لئے منتخب کریں جو دنیا و آخرت میں آپ کو فائدہ پہنچائیں۔

اگر آپ اس انتخاب میں کامیاب ہوں تو کامیابی کے راستے پر گامزن ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ آپ صحیح علم اور مردانگی کے ساتھ میدان حیات میں قدم رنجہ ہوں گے۔

اپنی ذات کے لئے ضروری زادراہ تیار کرو اور صبر' ایمان و تقویٰ سے مزین ہو جاؤ کیونکہ وقت (زندگی کے لمحات) پلک جھپکتے میں گزر جاتے ہیں۔

بصورت دیگر اچانک وہ دن آجائے گا جس میں تجھے ہر ضائع کردہ سیکنڈ و منٹ پر ندامت ہو گی۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔